بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علام الغیوب کی حمد و ثنا کر کے کتاب [illegible] الجلیل فی مسئلۃ التفضیل

ENTERED

[illegible] عبدالعزیز محدث دہلوی [illegible]

مترجمہ جناب منشی نادر حسین صاحب نگرامی سلمہ اللہ السامی

باہتمام خاکسار ابوالحسنات قطب الدین احمد غفر اللہ الصمد بار اول ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۳

مطبع [illegible] واقع [illegible] لکھنؤ مطبوع

AsliAhleSunnet.com

السر الجلیل فی مسئلة التفضیل

ترجمہ — مصنفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ ذوی الفضل العظیم و صحبہ ... الی الحشر الجسیم اما بعد جب تحریر ... سے بعون عنایت الٰہی فراغت حاصل ہوئی بعض دوستان صادق و یاران ... ان اشتیاق نے بے پایان خواہش ظاہر کی کہ مسئلہ تفضیل کی بھی ... تفصیل بیان کیجاوے تاکہ ان ... سے جو نقل ہر مجلس اور مشغلہ ہر محفل ہیں تسکین و اطمینان ہوجاوے اسلیے یہ مختصر رسالہ بطریق عجالۃ الوقت لکھا گیا کہ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ اور السر الجلیل فی مسئلۃ التفضیل کے نام سے موسوم کیا گیا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو حسبی و نعم الوکیل اور شمار ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم کے موافق یہ رسالہ بھی بارہ مقدموں پر مرتب کیا گیا مقدمہ اول جاننا چاہیے کہ فضل کی دو قسمیں ہیں اول فضل اختصاصی وہ ہے کہ خداوند کریم بغیر کسی عمل سابقہ اور تقدم خدمت اور عبادت کے کسی ایک چیز کو دوسری چیز پر فضیلت بخشے کیونکہ وہ مالک ہے اور سے اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنی مملوکات میں سے مرتبہ و منصب سے فوقیت بخشے اور یہ

AsliAhleSunnet.com

تفضیل عام ہی نہایت وسیع کہ ناطق اور غیر ناطق اور حیوان اور جماد اور نبات بلکہ جواہر اور
اعراض بھی اسمیں شامل ہین مثلاً ملائکہ کی افضلیت جو کہ آفرینش مین سب سے پہلے ہین اور تفضیل
انبیا کہ بغیر استعداد و کسی عبادت و ریاضت سابقہ کے نزول وحی سے مشرف ہوے اور
اسی قبیل سے ہے تفضیل سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام لڑکون پر اور
تفضیل ناقہ حضرت صالح علیہ السلام کی تمام جہان کے اونٹون پر اور تفضیل اوس بکری کی
جو حضرت اسمعیل علیہ السلام کے فدیہ مین کام آئی تمام قربانیون اور ذبیحون پر اور مکہ و مدینہ کی
تفضیل تمام شہرون پر اور تفضیل مسجدون کی تمام گھرون پر اور تفضیل حجر اسود کی تمام پتھرون پر
اور تفضیل ماہ رمضان کی اور دوسرے مہینون پر اور تفضیل روز جمعہ و عرفہ و عاشورا کی اور
دوسرے دنون پر اور عشرہ ذیحجہ کی ذیحجہ کے بقیہ ایام پر اور شب قدر کی اور دوسری راتون
اور نماز فرض کی نماز نفل پر اور نماز عصر و صبح کی اور دوسری فرضون پر اور ارکان نماز مین سجدون
کی تفضیل قعدون پر اور بعض ذکرون کی تفضیل بعض پر اور علی ہذا القیاس - ان مثالون سے
واضح ہوا کہ اس قسم کے فضل کی بھی قسمین ہین کبھی افضلیت کیوجہ انسان کی عقل مین
آتی ہے مثلاً تفضیل مسجدون کی تمام گھرون پر اسوجہ سے ہے کہ مسجدین محل ذکر الہی ہین لیکن
اوس مقام کی تخصیص جہان پر مسجد بنائی گئی ہے محض عنایت الہی ہے اور کبھی افضلیت
کیوجہ انسان کی عقل مین کچھ نہین آتی ہے مثلاً حجر اسود کی تفضیل تمام پتھرون پر اور مکان کعبہ شریف کی
تفضیل اور دوسرے مکانون پر تفضیل اختصاصی کبھی اصلی ہوتی ہے مثلاً حجر اسود کی تفضیل
تمام پتھرون پر اور کبھی تبعی و طفیلی ہوتی ہے مثلاً تفضیل ذبیحہ حضرت اسمعیل علیہ السلام اور تفضیل
حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ علیہما السلام - الحاصل اس قسم مین فضل کا مدار بغیر عمل و کوشش
کے تخصیص مجرد پر ہے دوم فضل جزائی وہ ہے کہ عمل کے مقابلہ مین عطا ہوتا ہے اور
اس قسم مین بنسبت قسم اول کے تخصیص ہے کہ غیر اہل عمل مین نہین پایا جاتا ہے اور اہل
عمل تین گروہ مین ملائکہ - جن اور انس اور مرجع اس فضل کا آخر کار وہی فضل اختصاصی ہے

AsliAhleSunnet.com

جیسا کہ ظاہر ہوگا اور فضل جزائی مین بخلاف فضل اختصاصی کے اکثر تنازع و اختلاف
ہوا کرتا ہے کیونکہ فضل اختصاصی مین محض شارع علیہ السلام کا حکم کفایت کرتا ہے۔ اس
مقام پر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو بدلیل اَخْتَارَ لِیْ اَصْحَابًا وَ اَنْصَارًا
وَ اَصْهَارًا اور ازواج مطہرات و بنات مکرمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فضل اختصاصی
ثابت ہے جیسا کہ ظاہر ہے لیکن گفتگو اصحاب رضی اللہ عنہم کی باہمی فضیلت مین ہو
ظاہر ابعض احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بھی فضل اختصاصی ہے لیکن نظر دقیق اور اکثر احادیث
سے معلوم و ثابت ہوتا ہے کہ فضل جزائی ہے اور ترتیب خلافت اور حصول منصب ارشاد
مین اگر بعض کو بعض پر حکم تفضیل اختصاصی کا کیا جاوے تو مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ
فَاَبَی اللّٰہُ اِلَّا تَقْدِیْمَ اَبِیْ بَکْرٍ وغیرہ ہمارے دعوے کے گواہ ہین مقدمہ دوم
فضل جزائی کی بھی کئی قسمین ہین اب ان قسمون کو نظر غور و تعمق سے دیکھنا چاہیے اور نزاع و اختلاف
کے موقع پر اوس قسم کو جاری کرنا چاہیے جو احق اور اولی بالاعتبار ہے تاکہ نزاع و اختلاف
رفع ہو۔ واضح رہے کہ عامل کو اپنے اعمال مین سات وجہ سے دوسرے کے اعمال پر فضیلت ہوسکے گی اور سوائے
ان سات وجہون کے اور کوئی وجہ فضیلت کی ہرگز نہین ہوسکتی ہی اولا ماہیت عمل یعنی اوسکی صورت نوعیہ
یا صورت صنفیہ مثلاً نماز گزار کی فضیلت روزہ دار پر یا صاحب نماز فرض اور نماز فرض کی فضیلت
صاحب نماز نفل اور نماز نفل پر اور اوسکی چند صورتین ہین پہلی صورت یہ ہی کہ ایک شخص تمام فرائض ادا کرتا ہی
اور دوسرا بعض فرائض ادا کرتا ہی اور بعض ترک کرتا ہی اور نوافل ادا کرتا ہی یا دونون تمام فرائض ادا کرتے ہین
اور نوافل بھی ادا کرتے ہین لیکن ایک کے نوافل دوسرے کے نوافل سے بزرگی اور فضیلت
مین زائد ہین یا ایک شخص داخل نماز بہت ذکر کرتا ہے اور دوسرا خارج نماز بہت ذکر کرتا ہے
دوسری صورت یہ ہے کہ دو شخص مجاہد ہین ایک اون مین سے معرکہ کفار مین بہت ہمت
کرتا ہے اور مقام خطرناک مین در آتا ہے اور دوسرا چپ و راست سے کمک مقاتلین اور
دفع اعدا سے بیدین مین بہت کوشش کرتا ہے تیسری صورت یہ ہے کہ دو شخصون مین

AsliAhleSunnet.com

ایک جہاد بہت کرتا ہی اور دوسرا نماز و روزہ مین بہت مشغول رہتا ہی چوتھی صورت یہ ہی
کہ دو شخص مجتہد ہین ایک کی رسائی بہ نسبت دوسرے کے اکثر حق پر ہوتی ہے اور
علی ہذا القیاس بہت سی صورتین ہو سکتی ہین لیکن تمثیل کے لیے اسیقدر کافی ہین۔ بالجملہ ان
وجہون کا ماحصل یہ ہے کہ ایک کا نفس عمل دوسرے کے نفس عمل سے افضل ہوتا ہے
ثانیاً غایت عمل یعنے علت غائی و غرض کہ عرفاً و شرعاً اوسے نیت کہتے ہین مثلاً ایک شخص
اپنے اعمال سے محض رضاے الٰہی کا قصد کرتا ہی اور کسی دوسرے امر کو اوس سے مشترک و مخلوط
نہین کرتا ہے اور دوسرا شخص اپنے ہر ایک عمل مین پہلے سے کسیطرح کم نہین ہی لیکن
رضاے الٰہی کے قصد مین کمی کرتا ہی اور آدمیون کی مدح و ثنا یا نفع دنیوی کی دوسری وجہین اوسمین
شامل کرتا ہی ثالثاً کیفیت عمل مثلاً ایک شخص ہر ایک عمل کو بہ جمیع حقوق اور سنن و آداب کے
ساتھ ادا کرتا ہے اور دوسرا بعض سنن و آداب کو فوت کرتا ہے اگرچہ باطل نہین کرتا ہی یا ایک
شخص کے اعمال کبیرہ گناہون سے ملوث نہین ہین اور نہ وہ صغیرہ پر اصرار کرتا ہی اور دوسرا
باوجود اطاعت اور عبادت کے کبیرہ گناہون کا مرتکب ہی اور صغیرہ پر اصرار کرتا ہے اور
علی ہذا القیاس حضوری قلب و عدم حضوری قلب وغیرہ رابعاً کمیت عمل مثلاً دو شخص اداے
فرائض مین برابر ہین اور ایک کے نوافل دوسرے سے زائد ہین یا دو شخص ابتداے عمل مین برابر
ہین ایک دوسرے سے پہلے مر گیا اور دوسرا زندہ رہا اور فرائض و نوافل بہت ادا کیے یا دو شخص ایک ہی
وقت مین مسلمان ہوے اور ہجرت کر گئے ایک اونمین سے شہید ہو گیا اور دوسرا زندہ رہا پھر مر گیا
آدمیون نے اوس شہید کو فوقیت و فضیلت دی جیساکہ حدیث صحیح مین ان دونون شخصون کے
مثل مین روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی فاین صلوتہ بعد صلوتہ
و صیامہ بعد صیامہ یعنے اسکی نمازون اور روزون کا ثواب اوسکی نمازون اور روزون کے
بعد کہان ہی ف اس مقام پر اوس حدیث کی طرف اشارہ ہی جو عبید بن خالد صحابی سے مروی ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابیون مین رشتہ اخوت قائم کیا یعنی دونون ایک ہی

AsliAhleSunnet.com

وقت مین ایمان لائے پس اون دونون مین سے ایک خدا کی راہ مین شہید ہوا اور دوسرا ایک
یا دو ہفتہ زندہ رہکر مرگیا اور اصحاب رضی اللہ عنہم نے اوسکے جنازہ کی نماز پڑھی اور اوسے دفن کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آپ لوگون نے کیا کہا اور نماز مین کیا پڑھا اور اوسکے لیے کیسی دعا کی
اصحاب رضی نے عرض کیا کہ ہم لوگون نے یہ دعا کی ہے اے خداوند کریم تو اسے بخشدے اور اوسپر رحمت
نازل فرما اور اوسکو اوسکے اوس دوست کے پاس پہونچا جو شہید ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر اس مردہ کا درجہ اوس مرد کے درجہ کے برابر ہو تو اس شخص کی اون نمازون اور روزون
اور اعمال نیک کے ثواب کہان گئے جو اوسکے بعد اسنے کیے ہین فی الحقیقت درجون کا
تفاوت جو بہشت مین اور قرب الہی مین اون دونون شخصون کے درمیان مین ہے وہ آسمان اور
زمین کی مسافت کے تفاوت سے بھی زیادہ ہے اس حدیث کی ابوداؤد اور نسائی نے روایت
کی ہے خامسًا زمان عمل جو کوئی ابتداے اسلام مین یا زمانہ قحط مین یا اوسوقت مین کہ مسلمانون پر
کوئی حادثہ وسانحہ واقع ہو کوئی عمل یا طاعت کرے یا کوئی جہاد اور کچھ صدقہ اور کچھ خرچ کرے وہ
اوس شخص سے بہتر ہے جو بعد قوت اسلام اور استقرار کے اعمال مذکورہ مین سے کوئی عمل کرے
چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ
أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا یعنی تم مین سے
برابر نہین ہے وہ شخص جسنے فتح ہونے سے پہلے خرچ کیا اور قتال کیا اور وہ شخص کہ جسنے بعد فتح
کے ایسا کیا وہ لوگ مرتبہ مین بزرگ تر ہین اون لوگون سے جنہون نے کہ بعد فتح و قتل کے خرچ کیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق مین فرماتے ہین فَلَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ
مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ یعنی اگر تم مین سے کوئی کوہ احد کے
برابر سونا خرچ کرے تو بھی ثواب مین صحابہ کبار کے ایک مد یا آدھے مد کے خرچ کرنے کے
ثواب کو نہین پہونچتا ہے اور ایسے ہی محض خوشنودی خدا کے لیے فقر واحتیاج اور صحت کے
زمانہ مین ایک درم صرف کرنا اوس سے دوچند صرف کرنے سے بہتر ہے جو کہ غنا اور توانگری کی

AsliAhleSunnet.com

حالت مین صرف کیا جاوے یا موت کے وقت اوسکے صرف کرنیکی وصیت کیجاوے اور
ایسے ہی فرائض کا ادا کرنا حالت خوف و مرض و سفر و مشقت اور کمی فرصت مین حالت امن و صحت
و حضر و راحت اور فرصت مین فرائض کے ادا کرنے سے بہتر ہو اور ایسے ہی موت کے قریب کے
زمانے اور آخر عمر مین عبادت کا شغل رکھنا اول عمر مین عبادت کا شغل رکھنے سے بہتر ہے
احادیث صحیحہ مین وارد ہو عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً مَعِيَ وَمَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ
الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ
فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَأَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ الْمُحَرَّمِ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ رمضان شریف مین عمرہ کرنیکا ثواب میرے ساتھ حج ادا کرنیکے
ثواب کے برابر ہو اور رمضان شریف کے اعمال نیک کا ثواب اور مہینون کے فریضہ کے ثواب کے
برابر ہو اور رمضان شریف کی فریضہ کا ثواب اور مہینون کے ستر فریضہ کے ثواب کے برابر ہو
اور ماہ رمضان کے روزون کے بعد ماہ محرم کے روزے بہتر ہین۔ اور اس امر پر اجماع ہے کہ
حرم کے مہینون کی تمام طاعتون کا ثواب اور مہینون کی طاعتون کے ثواب سے دو چند ہوتا ہے
سادساً مکان عمل مثلاً مسجد الحرام یا مسجد نبوی مین ایک نماز ادا کرنا دوسرے مقام مین ہزار نمازونکی
ادا کرنے سے بہتر ہو اور ایسے ہی دار الحرب اور مقام جہاد مین روزہ رکھنا دوسرے مقام کے روزہ
رکھنے سے بہتر ہے مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ یعنی جس شخص نے
خدا کی راہ مین روزہ رکھا اوسپر خداوند کریم دوزخ کی آگ حرام کرتا ہو سابعاً اضافت بامور خارجیہ
مثل فاعل یا مشارکت و مقارن یا مصرف پس ایک رکعت نبی کی یا کسی اور شخص کی ہمراہ نبی کے
بہتر ہو خلاف حالت مذکورہ سے اور ایسے ہی روزہ اور صدقہ اور جہاد کہ پیغمبر سے واقع ہوا ہو
یا ہمراہ پیغمبر کے کسی اور شخص سے واقع ہوا ہو ہزارون درجہ خلاف حالت مذکورہ سے بہتر ہو اوسی لیے
صحابہ رضی اللہ عنہ اپنے اون اعمال کو جو کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے تھے اون
اعمال کے برابر نہین جانتے تھے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیے تھے اور حدیث

AsliAhleSunnet.com

صحیح مین ہے وَعُمْرَۃٌ فِی رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّۃً مَعِی یعنی رمضان مین عمرہ کرنا میرے
ساتھ حج کرنے کے برابر ہے اور قرآن شریف مین جا بجا اسی مضمون کا اشارہ ہے
خداوند عالم فرماتا ہے لٰکِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِینَ آمَنُوا مَعَہٗ جَاہَدُوا بِاَمْوَالِہِمْ
وَاَنْفُسِہِمْ اُولٰئِکَ لَہُمُ الْخَیْرَاتُ وَاُولٰئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُونَ یعنی لیکن پیغمبر اور وہ لوگ
کہ اوسپر ایمان لائے اور اپنے مالون اور اپنے جانون سے جہاد کیے اونکے لیے
نیکیان ہین اور وہی لوگ آرام پانے والے ہین اور اسی مقام سے ابو القاسم جبائی کا
قول باطل ہوا وہ قول یہ ہے جَائِزٌ اِنْ طَالَ عُمْرُ امْرِئٍ اَنْ یَعْمَلَ مَا یُوَازِی
عَمَلَ النَّبِیِّ یعنی جائز ہے کہ کسی مرد کی عمر بڑی ہو اور اعمال کرے کہ وہ اعمال
اعمال نبی کے برابر ہون اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ انس بن مالک اور ابو امامہ باہلی اور
عبد اللہ بن بشر اور عبد اللہ بن الحارث اور سہل بن سعد ساعدی اور جابر بن عبد اللہ
انصاری رضی اللہ عنہم کی عمرین اگرچہ بڑی بڑی ہوئین اور بہت عمل کیے لیکن ابوبکر
وعمر وعثمان وعلی وابو عبیدہ بن الجراح وزید بن حارثہ وجعفر بن ابی طالب ومصعب
بن عمیر وعبد اللہ بن جحش وسعد بن معاذ وعثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم اجمعین سے
افضل ہرگز نہیں ہو سکتے ہین حالانکہ اصحاب اول الذکر مین سے بعض لوگ اسی بلکہ
نوے سال اصحاب آخر الذکر سے زائد زندہ رہے اور بہت سے طاعات و اعمال
کیے۔ اور اسی سبب سے قطعی طور پر کہا جاتا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم مین سے
جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت افضل تھے اونکے مراتب
کے برابر دوسرون کے مراتب بسبب اون اعمال کے ہرگز نہ ہو سکین گے جو بعد
موت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے ہین مقدمہ سوم فضل اختصاص بغیر

ایک نسخہ مین سنہ ۲ ... مصعب بن عمیر ... ایک نسخہ ... زید بن حارثہ ... ایک نسخہ مین سنہ ۲ ... عبد اللہ بن جحش ... ایک نسخہ مین ...

AsliAhleSunnet.com

عمل کے ہو یا فضل جزائی بمقابلہ عمل کے ہو ہر ایک تفضل کے دو نتیجے ہوتے ہین ایک یہ کہ حق تعالے نے فاضل کی تعظیم دنیا مین مفضول پر واجب کرنے اور اس امر مین تمام افاضل شریک ہین خواہ مثل کعبہ اور مسجد اور روز جمعہ و ماہ رمضان اور ناقہ صالح وغیرہ جمادات وحیوانات و اعراض سے ہون خواہ مثل انبیا و ملائکہ و صحابہ و ازواج مطہرات و اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہون دوسرے یہ کہ فاضل کے لیے مفضول کے درجہ سے اعلیٰ و ارفع درجہ قرب منزلت و مساکن جنت سے مقرر ہووے۔ یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے تفضل کے معنے ثابت کرنے کے واسطے ہے ورنہ تفضل ظاہر نہین ہوتا ہے اور تفضل فقط ایک لفظ ہو گا کہ جو معنے نہین رکھتا ہے اور اس امر مین ایک خصوصیت ہے جو عمل نہ کرنے والے کو میسر نہین ہے اور اسی لیے تفضل جزائی کے علاوہ اصالۃً متحقق نہین ہوتی ہے۔ اس مقام پر یہ بھی جاننا چاہیے کہ کبھی کبھی بدون کسی عمل سابقہ کے جنت مین داخل ہونا اور بلند مرتبہ ہونا تفضل اختصاصی پر مبنی ہوتا ہے جیسا کہ اطفال مومنین کے لیے عموماً اور اطفال انبیا کے لیے خصوصاً مقدمہ چہارم جب ہم کسیکی تعظیم کے لیے مامور ہین پس جسکی تعظیم کرتے ہین وہ صاحب تفضل ہے۔ اِس مقدمہ مین جو خدشہ دل مین گذرتا ہے وہ یہ ہے کہ کافرون کے والدین باوجودیکہ کوئی فضیلت نہین رکھتے ہین تاہم اونکی تعظیم کرنا اور اونکے ساتھ نیکی اور احسان اور عاجزی اور فروتنی کرنا واجب ہے خداوند کریم فرماتا ہے وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ یعنے والدین کے لیے مہربانی کی جہت سے بازوے تواضع کو پست کرو اوسکا جواب یہ ہے کہ اونکی تعظیم عرفاً و شرعاً تعظیم نہین ہے بلکہ نیکی و احسان ہے اور نیکی اور احسان کو تعظیم نہین کہہ سکتے مین اور مطلق عاجزی بھی تعظیم نہین ہے کیونکہ انسان کبھی کبھی ضرر و نقصان کے خوف سے تواضع کرتا ہے۔ اور کیا کافرون کے والدین کی عزت کرنا شرع مین مامور بہ ہوگی باوجودیکہ اون سے علحدہ رہنا واجب ہے خداوند کریم فرماتا ہے

AsliAhleSunnet.com

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ
ولو کانوا آباءھم الخ یعنی نہ پاوینگے آپ کسی قوم کو کہ خدا اور رسول پر ایمان
رکھتے ہیں اس صفت سے کہ خدا اور رسول کے خلاف کیا ہے اگرچہ وہ لوگ اونکے
آبا واجداد ہوں یا اونکے اطفال ہوں یا اونکے بھائی ہوں اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے
اذ قالوا لقومہم انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا
بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ
یعنی جب کہا اپنی قوم سے کہ ہم فی الحقیقت تم سے اور تمہارے معبود سے بے تعلق ہیں
ہم تمہارے معتقد نہیں ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان میں دشمنی و ناخوشی ہمیشہ کیلیے
پیدا ہوئی جبتک کہ تم لوگ خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ۔ شرعی تعظیم وہ ہے کہ جو دل سے
خدا کی محبت اور خدا کے لیے محبت اور ولایت اور دوستی پر مبنی ہو اور یہ معنی غیر اہل فضل
کے لیے ہرگز شرع میں وارد نہیں ہوے کما یدل علیہ التصفح مقدمہ پنجم
یقیناً معلوم ہے کہ شرع شریف میں حضرات جل وعلا کی تعظیم کے بعد انبیا کی تعظیم اوس قدر
مستحق اور واجب ہے کہ دوسرے شخص کے لیے نہیں ہے اور سوای انبیا کے کوئی
اور شخص اوس تعظیم کا مستحق نہیں ہے اور انبیا علیہم السلام کے بعد ازواج مطہرات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استحقاق تعظیم نصوص قرآنیہ سے اسقدر ثابت ہے کہ
ہرگز دوسرے کے لیے ثابت نہیں جو خداوند کریم فرماتا ہے النبی اولی بالمؤمنین
من انفسہم وازواجہ امہاتہم یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تصرف امور مسلمین
میں تمہاری ذاتون سے زیادہ تر لائق ہے اور ازواج مطہرات تمہاری مائیں ہیں اور
ازواج مطہرات کے حق میں دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت کی فضیلت متحقق ہے کیونکہ اونکی صحبت اونکی صحبت سے اعلی
ہے اور فضیلت صحبت کے علاوہ ازیں امومیت کا حق بھی فضیلت کا باعث ہوا جو کہ

AsliAhleSunnet.com

متعلق ہے مقدمہ ششم جب فضیلت مین گفتگو کیجاوے تو مطلقاً فضیلت سے سوال ذکرنا چاہیے کیونکہ افضلیت دو چیزون مین متحقق نہ ہوسکیگی جب تک کہ اون مین کسی ایک وجہ سے افضلیت نہ ہو یا افضلیت کی وجہ کم وبیش ہو اگر افضلیت دو وجہون سے ہو تو اون مین افضلیت واقع نہین ہوتی ہے کیونکہ جب کہا جاوے کہ اِن دونون مین کون افضل ہے تو اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اِن دونون کے صفات مشترکہ مین کسکے صفات زائد ہین پس نہین کہہ سکتے ہین کہ رمضان بہتر ہے یا ناقہ صالح اور کعبہ بہتر ہی یا نماز اور کہہ سکتے ہین کہ مکہ بہتر ہے یا مدینہ اور رمضان بہتر ہے یا ذیحجہ اور نماز بہتر ہے یا زکوۃ اور ناقہ صالح بہتر ہے یا عصائے پیغمبر - پس یہان سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ علیہما السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہونے کے کوئی معنی ہی نہین ہین کیونکہ حضرت ابراہیم کی افضلیت عمل پر مبنی نہین ہے بلکہ مجرد اختصاص سے ہے مقدمہ ہفتم کبھی ہمراہ ہونے کی وجہ سے بہشت مین بہت بڑا مرتبہ ہوتا ہے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمسن اولاد کے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہونے کی وجہ سے ہونگے اور یہ مرتبہ تفضیل جزائی سے افضل ہونے پر دلالت نہین کرتا ہے ورنہ لیکن ازواج مطہرات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ مین ہونگی جمیع انبیا اور صحابہ کبار سے افضل ہونگی اور یہ اجماع کے خلاف ہی اور کبھی بہشت مین بہت بڑا مرتبہ اوسی کے عمل کے مقابلہ مین اصالۃً ہوتا ہے اور یہ مرتبہ تفضیل جزائی کے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہی اور علی ہذا القیاس سب سے پہلے جنت مین داخل ہونے اور تقدم ورود حوض اور قیام وقت حساب کی دو قسمین ہین ایک قسم وہ ہے جو تفضیل جزائی کے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہی اور دوسری نہین مثلاً امور ات مذکورہ مین امت مصطفوی صلی اللہ علیٰ صاحبہا کا دوسرے انبیا علیہم السلام پر تقدم وغیرہ خداوند عالم فرماتا ہے هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلَالٍ عَلَی الْاَرَآئِکِ

مُتَّکِئُوْنَ ۔ یعنے وہ اور اونکی عورتین سایون مین تختون پر تکیہ لگائے بیٹھے ہین
اور فرماتا ہے اَلْحَقْنَا بِہِمْ ذُرِّیَّتَہُمْ الی آخر فاک یعنے ہم نے اونکی اولاد کو اون تک
پہونچادیا اور اون سے اونکا عمل کچھ کم نہین کیا ہر ایک آدمی اپنی کمائی مین پھنسا ہے الخ
ف نیکون کی اولاد کو یہ فائدہ ہو کہ اگر ایمان رکھین اور اونکی راہ پر چلین تو اونکے درجہ مین
پہونچین نیکون کا عمل اونکو نہین بانٹ دیتے پر اونکی خوشی کو اوپر مہر کی اور اونکی راہ پر نہ چلین
تو بھی جیسے اور مقدمہ ہشتم سیادت فضل مین داخل نہین ہے کیونکہ سیادت اسکے
شرف پر دلالت کرتی ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد شرف کے باعث
سادات ہین اور فضل جزائے عمل پر موقوف ہے ۔ سیادت کیطرح امارت بھی فضل پر
موقوف نہین ہے دلیل یہ ہے کہ امارت حضرت عمرو بن العاص مین حضرت عمر بن الخطاب رض
مامور تھے اور اجماع ہے کہ حضرت عمرو بن العاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افضل نہ تھے
اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کی اطاعت دوسرے شخص پر واجب ہو نہین شریعت سے
بھی کوئی افضلیت فرمان روا کی فرمانبردار پر نہین ہوتی ہے مثلاً عورت اور غلام اور رعیت
اور فرزند فرمانبرداری مرد اور مالک اور بادشاہ اور والدین کیلیے ہین مامور ہین اور اس
قسم کی اطاعت مطیع سے مطاع کے افضل ہونے پر دلالت نہین کرتی ہے مقدمہ نہم
جب افضل ہونے کی ساتون وجہین باہم متعارض ہون تو از روے آیات و احادیث
کے احق اور اولی الاعتبار کو تعین کرنا چاہیے ۔ قطعاً شریعت سے ثابت ہے کہ کمیت
عمل کو اوسکی کیفیت کے پہلو مین کوئی اعتبار نہین ہے اور کمیت و کیفیت کو زمان عمل
کے ذیل مین کوئی اعتبار نہین ہے خداوند کریم فرماتا ہے لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ الخ ۔ یعنی تم مین سے برابر نہین ہے وہ شخص جسنے
فتح ہونے سے پہلے خرچ کیا اور قتال کیا اور وہ شخص کہ جسنے بعد فتح ہونے کے
ایسا کیا ۔ از روے احادیث صحیحہ ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو اعمال

AsliAhleSunnet.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیے ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ ادا کیے ہیں اون اعمال تک کوئی عمل نہیں پہونچ سکتا ہے اور قطعاً یہ بھی ثابت ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے برابر بھی نہیں ہوتا ہے پس جس عمل میں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہوں اوسکے برابر اور کوئی عمل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ
عمل میں جماعت کے شریک ہونے سے اوس عمل میں وحدانیت کی ہیئت حاصل ہو جاتی ہے
مثل کیفیت وحدانیت مزاج کے کہ ہر جزو میں اجزائے مرکب و ممتزج سے تشابہ ہوتا ہے
اور اسی لیے جماعت کو مشروع کیا ہے اور اسی اعتبار سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تمام امت پر
تفضیل جزائی ثابت ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان میں بفحوائے آیہ کریمہ
لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل الخ سبقت و تقدم کا اعتبار کرنا چاہیے
کیونکہ جسقدر سبقت اور تقدم کی بغرض تقویت اسلام کو پہلے حاجت تھی اوسقدر اوسکے
بعد نہیں تھی چنانچہ یہ حدیث اسکی دلیل ہے فقال صدقت وقلتم کذبت
یعنی صدیق نے فرمایا کہ حضور نے سچ فرمایا اور تم لوگوں نے کہا کہ جھوٹ کہا پس اس اعتبار سے
جن لوگوں نے ہجرت سے پہلے اسلامی اعمال پر قیام کیا ہے وہ اپنے بعد کے لوگوں سے
افضل ہیں مثلاً ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حمزہ و جعفر و عثمان بن مظعون و طلحہ و زبیر و مصعب
بن عمیر و عبد الرحمن بن عوف و عبد اللہ بن مسعود و سعید بن زید و زید بن حارثہ و ابو عبیدہ
بن الجراح و بلال و سعد بن ابی وقاص و عمار بن یاسر و ابو سلمہ بن ارشد و عبد اللہ بن
جحش وغیرہم من نظائرہم رضی اللہ عنہم اجمعین اور انکے بعد اہل عقبہ پھر اہل بدر
پھر شہدائے مشہد احد یہانتک کہ صلح حدیبیہ کی نوبت پہونچی کیونکہ اوس موقع سے حاضرین کو
سکینہ کا نازل ہونا اور اونکی صفائی قلب اور اونکی نیتوں کا خالص ہونا نصوص قرآنیہ سے

[illegible]

AsliAhleSunnet.com

ثابت ہے خداوند کریم فرماتا ہے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا یعنی فی الحقیقت خداوند کریم مسلمانون سے خوش ہوا جس وقت وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے تھے پس جان لیا جو کچھ اونکے دلون مین ہے اور اطمینان و تسلی اونکے دلون پر نازل کی اور اونکو ثواب مین فتح نزدیک دی - پھر قطعی طور سے کوئی شبہہ نہین ہے جسپر فضل کا مدار ہو کیونکہ ہر ایک مشہد مین منافقون کی جماعت وغیرہ بھی شریک ہوئی ہے خداوند عالم فرماتا ہے وَمِمَّنْ حَوْلَکُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ مُنَافِقُوْنَ وَمِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُھُمْ نَحْنُ نَعْلَمُھُمْ یعنی اعراب جو تمہارے اردگرد مین منافق ہین اور بعض اہل مدینہ نفاق کے خوگر ہوئے ہین آپ اونھین نہین جانتے ہین ہم جانتے ہین - اب مین یہ بات بیان کرنے کے مقام پر پہونچا ہون کہ اصحاب رضی اللہ عنہم مین کون افضل ہین اور یہی مقام نزاع کا ہے کیونکہ خلفاے اربعہ کے بارہ مین گفتگو کرنا مقصود ہے اور وہ سب سابقیت اور قدم اور حضور مشاہدہ مین متفق ہین مقدمہ دہم احقر الکونین نادر حسین عزیز نگرامی کو سخت افسوس ہے کہ اوس کے پاس دو نسخے ہین ایک مقتدانا و مولٰنا حافظ محمد ادریس صاحب نگرامی عم فیضہ کے کتب خانہ سے قلمی نسخہ بہم پہونچا ہے اور دوسرا شہر دہلی سے اور اون دونون مین ایک مقدمہ نہین ہے ایک نسخہ کی ترتیب کے موافق دسوان مقدمہ نہین ہے اور دوسرے کے مطابق آٹھوان نہین ہے اور وہ دونون نسخے جابجا باہمد گر مختلف بھی ہین لیکن مترجم نے دونون نسخون کو حتی الامکان ارتباط و اتحاد اور انطباق کرکے ترجمہ کیا ہے کہ دونون کے مطالب ادا ہوجاوین اور دونون نسخون کے اختلاف اسما کو بھی دکھلا دیا ہے اور جابجا تشریح بھی کردی ہے تاہم اگر کہین خطا و سہو واقع ہوا ہو تو بمقتضاے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ معاف فرمایا جاوے لیکن اگر کسی علم دوست کے کتبخانہ مین کوئی نسخہ ہو اور اوسمین دسوان مقدمہ موجود ہو تو اللہ کے واسطے

AsliAhleSunnet.com

تکلیف فرما کے عبارت مقدمہ دوم کی مطبع نامی لکھنؤ میں لکھو کے بصیدین حمد اللہ ماجور اور عند اللہ
مشکور ہونگے مقدمہ یازدہم فضل کو مخصوص کرنے کے دو طریقے ہیں ایک نص شارع
علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرے متابعت احوال واعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تفضیلیہ
کہتے ہیں کہ نصوص کے تعارض ہونے کی وجہ سے پہلا طریقہ مخدوش مسدود ہے — یہ نہیں
جانتے ہیں کہ تعارض اوسوقت واقع ہوتا ہے جبکہ ایک ہی لفظ دو شخصوں کے حق میں صحیح
ومشہور ہو اور دونوں کے افضل ہونے پر دلالت کرے اور عند التحقیق ایسا ہرگز نہیں ہے
بلکہ لفظ افضل وخیر کہ ماہین منصوص ومخصوص ہے حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے حق میں صحیح ومشہور ہے اور لفظ سید اور احب اور شرف حضرت علی اور فاطمہ
وعائشہ رضی اللہ عنہم کے حق میں وارد ہوا ہے اور پیشتر بیان ہوچکا ہے کہ الفاظ سیادت واحب
اور شرف فضل جزائی سے افضل ہونے پر دلالت نہیں کرتے ہیں پس درحقیقت تعارض
نہیں ہے — پیروی احوال واعمال میں سے جہاد ایک عمدہ دینی عمل اور ترقی اسلام کا
بہت ہی بلند مقام ہے اور نصوص قرآنیہ کے مطابق اوسپر فضل کا مدار ہے چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ
دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِنْهُ
وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا یعنی مسلمانوں میں سے خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے
جہاد کرنے والے اور غیر معذور بیٹھنے والے برابر نہیں ہیں خدائے تعالیٰ نے مجاہدین کو
اونکے مالوں اور جانوں سے بیٹھنے والوں پر فضل دیا ہے اور ہر ایک کیواسطے نیک
وعدہ کیا ہے اور مجاہدین کو بہ نسبت بیٹھنے والوں کے اجر عظیم زیادہ دیا ہے اور اپنی طرف سے
بہت بڑے مرتبے اور آمرزش اور بخشایش دی ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے
کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جہاد میں حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما سے

AsliAhleSunnet.com

افضل تھے - یہ خبر نہین ہے کہ جہاد کی تین قسمین ہین اول وہ جہاد جو زبان سے کیا جاوے
مثلاً اسلام کی دعوت کرنا دشمنون کے شبہات کو رفع کرنا احکام شریعت کو سمجھانا اور وعظ و
نصیحت اور ترغیب وغیرہ دوم وہ جہاد جو جنگ کے نزدیک تدبیر و راے سے کیا جاوے
مثلاً مخالفین کے دلون مین رعب ڈالنا قتال کے لیے آدمیون کو جمع کرنا مطلوب مجاہدین کو
اپنی طرف راغب کرنا دشمنون کی جماعت متفرق کرنا اور آلات جہاد یعنے گھوڑے اونٹ
ہتھیار وغیرہ کے مہیا کرنے کو مال خرچ کرنا وغیرہ سوم وہ جہاد جو اپنے ہاتھ سے
کیا جاوے اور نیزہ و تلوار کا استعمال کیا جاوے مثلاً نیزہ و تلوار سے مارنا اور کشتی لڑنا وغیرہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دونون قسم کی جہاد مین بلاشبہہ مشغول رہتے تھے نہ کہ تیسری
قسم مین - اور تیسری قسم جہاد کے مراتب مین سے کمتر درجہ ہے دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم جہاد کے لیے مامور تھے اللہ تعالے فرماتا ہے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ
وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ وقال فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ الی غیر ذلک من الآیات
یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کافرون اور منافقون کے ساتھ جہاد کیجیے اور ان پر سختی
کیجیے اور فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خدا کی راہ مین جنگ کیجیے آپ پر کوئی
مواخذہ نہین ہے مگر آپ کی جان سے اسیطرح اور آیتون مین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جہاد کی اول دو قسمون کو اختیار کیا اور اوسمین مشغول تھے پس ضروری وہی دونون
قسمین اعلی و افضل ہین اور انھین دونون قسمون مین حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہم نے
بھی پیش قدمی کی - حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت اسلام سے ابتداے اسلام مین
عمدہ صحابہ مسلمان ہوے ہین اور آپ کا ہمیشہ یہی شغل رہا اور جس دن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
ایمان لائے اسلام اور اہل اسلام کو عزت اور غلبہ ہوا اور آپ نے اسلامی عبادتون کو
علانیہ مکہ مین رواج دیا اور ہر ایک راے و مشورہ مین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم مشیر اور وزیر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رہے اور کوئی غزوہ اور کوئی مہم بغیر مشورہ ان حضرات کے

AsliAhleSunnet.com

واقع نہین ہوئی اور ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین اور لوگون سے زائد آدمیون کے
جمع کرنے اور دشمنون کی جمعیت متفرق کرنے مین کوشش ین کی ہین یہانتک کہ کافر انکی بقا سے
خائف اور انکی ہلاکت سے خوشنود ہوتے تھے اور اسی لیے جنگ احد مین ابوسفیان نے انکا
حال دریافت کیا تھا جب اوسے معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہین بہت پشیمان اور پریشان ہوا۔ یقیناً معلوم ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی شجاع نہین ہوا اور آپ نے جہاد کی اول دو قسمون کو
اختیار کیا پس وہی دونون قسمین تیسری قسم سے افضل ہین۔ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے جہاد مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت ہرگز نہین کی ہی پس ان حضرات کا جہاد اور اصحاب مثلاً
حضرت علی مرتضی و زبیر و حمزہ و مصعب و طلحہ و ابو قتادہ و سعد بن معاذ و سماک بن خرشہ رضی اللہ
عنہم کے جہاد سے افضل ہوا۔ اور اکثر سرایا بھی بسر کردگی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سر انجام
ہوئے ہین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جہاد کی تیسری قسم مین بھی مشارکت کی ہی چنانچہ دنیا کی تاریخ
مین عام تاریخین گواہ ہین۔ اتباع احوال و اعمال مین سے علم پر بھی فضل کا مدار ہی خداوند عالم فرماتا ہی
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ یعنی فرمائیے کہ کیا جاننے والے
اور نہ جاننے والے برابر ہوتے ہین۔ کہتے ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اصحاب رضی اللہ عنہم سے
علم مین افضل تھے۔ یہ خبر نہین ہی کہ علم کی زیادتی دو طریقون سے دریافت کر سکتے ہین اول کثرت
روایات و فتاوی دوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدمات تعلیم مین عامل فرمانا جو کہ علم سے
متعلق ہی کیونکہ آنحضرت نے کسی قسم کی تعلیم مین کسی صحابی کو عامل نہین فرمایا ہی جبتک کہ وہ اون قسمین
اور اصحاب سے اکمل نہو۔ یقیناً معلوم ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو نماز و جہاد اور حج مین امیر اور عمر رض کو صدقات اور اخذ زکوٰۃ پر عامل فرمایا ہی اور محدثین کو

[illegible]

[illegible]

اکثر مسائل میں صدقات کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہونچی ہیں اور مسائل زکوۃ کی بھی حضرت ابو بکرؓ نے بخوبی تشریح کی ہے- اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جو زکوۃ کی حدیث مروی ہے وہ صحت کے درجہ نہیں پہونچی ہے- اور اوسمین وہم واقع ہوا علماے اسلام سے کسی نے اوسپر عمل نہیں کیا وہ حدیث یہ ہے ان فی خمس وعشرین من الابل خمس شیاۃ یعنی پچیس اونٹون مین پانچ بکریاں صدقہ کی یقیناً یہ بھی معلوم ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہمیشہ مسافر و مصاحب و مشیر اور وزیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسافرت و مصاحبت اور مشاورت وغیرہ میں مشہور ہیں اور ظاہر ہے کہ جسقدر پیغمبر کی صحبت زیادہ ہو اوسیقدر فتاوی و احکام پر زیادہ اطلاع ہو- اور آنحضرت صلعم نے بغیر علم کامل کے کسیکو اپنا وزیر و مشیر نہیں بنایا ہے- قسم اول کثرت روایات و فتاوی کے بارہ مین جاننا چاہیے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم کے بعد بہت کم زندہ رہے اور چونکہ لوگ آنحضرت صلعم کی صحبت کے زمانہ کے قریب کے تھے پس آپ سے روایت کرنیکے محتاج نہیں ہوے اور آپ بھی حج و عمرہ کے سوای مدینہ سے باہر کہیں تشریف نہیں لیگئے کہ دور دراز کے لوگ آپ سے روایت کرتے باوجود ان سب باتون کے ایکسو بیتالیس صحیح حدیثین صحابی جلیل القدر مثلاً علی بن ابیطالب و عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہیں- اور اگرچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلعم کے بعد بہت بڑی عمر پائی اور تیس برس تک زندہ رہے اور شہر بشہر انکی سیر کی اور اطراف کا دورہ کیا اور لوگون کو احادیث کے روایت کرنیکی بھی بہت بڑی ضرورت تھی تاہم صرف پانسو چھیاسی حدیثین آپ سے مروی ہین پس اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا زمانہ اور روایت کے مواقع اور اور لوگونکی زندگی کا زمانہ اور روایت کے مواقع قیاس کیے جاوین تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا علم اونسے دوچند تھا اور اسیطرح فتاوی کو بھی قیاس کرنا چاہیے اور ایسا ہی حضرت عمرؓ کا حال ہے کیونکہ آپکے مسندات پانسو تیس حدیثین ہیں اور آپ کے فتاوی حد سے زائد بلکہ آپنے ہر ایک مسئلہ مین عقل سے کام لیا حق کی تحقیق کی اور مسائل عقائد و سلوک اور تفسیر کی بھی تشریح کی حتی کہ آپکے مجموعہ احکام اور روایات سے ایک مستقل اور شافی کتاب سہ علوم مین تالیف ہو سکتی ہے چنانچہ صاحب ازالۃ الخفا رحمۃ اللہ علیہ نے

AsliAhleSunnet.com

بہت بڑی کوشش زبانی ہوا ہے آپکی روایات ا... ہی جمع کرکے ایک مستقل کافی رسالہ ترتیب دیا گیا ہے
اور عقائد و سلوک مین بھی کافی رسالہ تالیف ہوا ہے - معلوم ہو کہ آنحضرتؐ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
زندگی کا زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے زمانہ سے سترہ سال زیادہ ہوا اور اس زمانہ دراز مین حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے سائیند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سائیند سے اونچاس حدیثون سے زیادہ نہین
ہوتے ہین - اگر حضرت عمرؓ کی متانت تقریر اور قوت تفہیم اور حسن تعلیم ملاحظہ کیجاوے تو تفاوت ظاہر
و آشکارا ہے کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ مین کوئی مسئلہ مختلف فیہ فیصل و منقح نہین ہوا اور شاگرد آپکی
تقریرین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرح قاطع نزاع اور رافع و دافع فتنہ و فساد ہوئین اس سے
معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم بہ نسبت وسعت کے دونا تھا اور ان معانی سے اوسوقت
کوئی منکر نہ ہو سکیگا جبکہ اون احادیث کی نسبت بیان کیجاوے جو ہر ایک سے مروی ہین اور اونکے
فتاوی کی نسبت بھی بیان کیجاوے - ازانجملہ علم قرآن اور اوسکی قرارت کا شغل ہے - یقیناً معلوم ہو
کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ علم قرآن یا قرارت مین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ نہ تھے تمام اہل
تاریخ و سیر اس بات پر متفق ہین اور آنحضرتؐ کا نماز مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو مقدم رکھنا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابوبکرؓ
سے اقرا نہین ہین اور اسیطرح افقہ و اعلم بھی نہین ہین - ہان قرآن شریف کی قرارت اور ایک ہی
قسم کی قرارت پر لوگون کو جمع کرنے اور قرآن شریف کے لکھنے اور اوسکے الفاظ اور لفظون کی رسم خط کی محافظت
کرنے مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو فوقیت و زیادت ظاہر ہے لیکن چونکہ کتاب یا رسالہ کی حالت مین پہلے
قرآن شریف کو شیخین رضی اللہ عنہما نے جمع کیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس سے نقل کرکے رائج
فرمایا ہے اور اونھین کی خصلت اختیار کی اور اونھین کی راہ پر چلے اسلیے اس امر مین بھی شیخین رضی اللہ عنہما
کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت حاصل ہے - ازانجملہ تقوی اور اتباع شریعت ہے اور یقیناً
معلوم ہو کہ کبھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرتؐ کے خلاف کوئی کلمہ نہین کہا ہے چنانچہ صلح حدیبیہ
مین اور اسیران بدر سے فدیہ لینے کا حال معلوم ہے اور آپکا ارادہ بھی کبھی آنحضرتؐ کے خلاف

AsliAhleSunnet.com

نہین ہوا ہی اور احکام کی بجا آوری میں کبھی بے التفاتی نہین کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی حال معلوم ہی کہ
دختر ابی جہل کی خواستگاری و نکاح اور نماز تہجد مین مورد عتاب ہوے اور حضرت عمر رض سے صلاح پوچھی اور مشورت مین
اگر چند مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف واقع ہوا ہی وہ محض اللہ کے دین مین سختی اور اوسکے
احکام مین حمیت سے واقع ہوا ہی اور وحی الٰہی موافق صلاح و مشورہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نازل ہوئی ہی
پس اس قسم کی مخالفت عین اتباع و موافقت بلکہ اوس سے بھی زیادہ ہی اور اسی لیے آپ کی موافقات آپ کی
مناقب مین شمار کیے جاتے ہین - از انجملہ زہد ہی کہتے ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہت بڑے زاہد تھے
یہ خبر نہین رکھتے ہین کہ دنیا کی لذتون اور اولاد اور بیویون اور نوکر چاکر غلامون مین بے رغبتی ...
نام زہد ہے اور یقیناً معلوم ہی کہ حضرت ابو بکر رض ایمان لائے مال بے انتہا رکھتے تھے وہ سب اللہ اور رسول کی
خوشنودی خدا و رسول مین صرف کیا اور مسلمانون کی ایک ضعیف جماعت کو خرید کر آزاد فرمایا حتی کہ کچھ مال
باقی نہین رہا اور اس دار فانی سے عالم بقا کو راہی ہوے اور کوئی مزرعہ اور قریہ اپنے لیے نہین خرید فرمایا اور نہ
اپنی اولاد کے لیے چھوڑا اور بیت المال سے سوائے قوت کی تعداد کے اور کچھ نہ لیا اور اپنے غنیمت کے حصون کو بھی
بھی بیت المال مین صرف کیا ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حال اوسکے بالکل برعکس ہی کہ آپنے بہت سی آراضی
مزروعہ اور قریات لیے اور مزارع و باغات نئے بنائے - اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عمر رض کا
بھی حال ہی اوس وقت کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپکے زاہد ہونیکی گواہی دی ہی لیکن جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے انتقال فرمایا چار بیبیان چھوڑین اور انیس لونڈیان اور بہت سے نوکر چاکر اور غلام اور قریب
تیس آدمیون کے اپنی اولاد سے - اور ہر ایک کے لیے آراضی مزروعہ اور قریہ اسقدر چھوڑ گئے کہ جسکی باعث
سے وہ سب کے سب تونگر تھے اور قصبہ ینبع آپکا متروکہ ہی جہان سے ہزار وسق خورمے علاوہ غلہ اور
زراعت کی حاصل ہوتے تھے - اور حضرت عمر رض کا حال بھی بالکل اسکے برعکس ہی - زہد حقیقی کا اثر یہی ہی
کہ نہ خود دنیا کی لذتین اوٹھاوے اور نہ اپنی اولاد و اقربا کو اوس سے متمتع و منتفع کرے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا
حال ایسا ہی ہی کہ آپ کے طلحہ بن عبد اللہ جیسے بھتیجے اور عبد الرحمٰن بن ابو بکر جیسے لڑکے موجود تھے اور
عائشہ صدیقہ جیسی لڑکی - اور ان مین سے کسیکو عامل نہین فرمایا اور ایسی ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی

AsliAhleSunnet.com

بنی عدی سے کسیکو [illegible] جیسے سعد بن زید و ابو جہم بن حذیفہ اور خارجہ بن حذافہ و معمر بن نضلہ
عبداللہ و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے صحابی مستحق مناصب موجود تھے ہاں نعمانؓ ابن عدی کو
سیستان کا عامل فرمایا لیکن بہت ہی جلد معزول فرمایا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عبد اللہ ابن عباس کو بصرہ
اور عبیداللہ ابن عباس کو یمن کا اور قثم ابن عباس کو مکہ کا اور سعد ابن عباس کو مدینہ کا اور اپنے بھانجے جعدہ ابن
ہبیرہ کو کوفہ کا اور اپنے ربیب محمد ابن ابی بکر کو مصر کا عامل اور اپنے خلف اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم کو اپنے
بعد خلیفہ مقرر فرمایا تھا اور ہر چند یہ سب اعمال و اشغال مستحقین کو پہونچے ہیں لیکن ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقارب
[illegible] مراتب و مناصب کے مستحق تھے جیسا کہ شمار کیا گیا ہے پس شیخین رض کا زہد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زہد
سے فائق اور کامل تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا زہد محض اپنے نفس کے لیے تھا نہ کہ اپنے اقارب کے لیے اور
وہ بھی خس خوری اور خس پوشی میں نہ کہ اراضی مزروعہ و قریات کے لینے اور بی بیون اور ہر قسم کی لونڈیون اور
غلامون میں۔ ازانجملہ صدقہ اور خدا کی راہ میں صرف کرنا ہے اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ اس بارہ میں حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کو حضرات ابوبکر و عمر رض کے ساتھ کوئی شراکت نہیں ہے اگر اس امر میں گفتگو کیجاوے تو حضرت
عثمان رض کے بارہ میں البتہ ذکر ہو سکتا ہے کہ آپ اس امر میں سبقت لے گئے ہیں مسجد نبوی کی مرمت اور بیر رومہ
مین خدا کی راہ پر پانی یا شربت کے وقف کرنے اور جیش العسرت کی تجہیز میں بے انتہا روپیہ صرف کیا ہے
اور مال سے جہاد کرنیکی حد کر دی ہے لیکن حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جہاد اور علم اور زہد کے باعث آپ سے
افضل ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بخلاف اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے کبھی بت پرستی نہیں کی
پس واضح ہو کہ کم سنی کے سبب بت نہ پوجنے میں کوئی بزرگی نہیں ہے اور بالاجماع ثابت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی

[illegible]

AsliAhleSunnet.com

عمر تریسٹھ سال کی ہوئی ہی اور سنہ [illegible] مین آپنے شہادت پائی تھی - اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ [illegible] آنحضرت مبعوث ہوے ہین
اسیواسطے آنحضرت کی بعثت کیوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر دس برس کی اور ابتدا سن تمیز زمانہ مین آنحضرت کے گھر مین
رہکر تربیت و پرورش پائی اور آنحضرت ہرگز ہرگز کبھی بت پرستی مین مشغول نہین ہوے ہین اور لڑکون کا قاعدہ ہی کہ جیسے اپنے
بزرگونکے افعال و اعمال دیکھتے ہین اوسی کے مطابق عمل کرتے ہین اور اگر بت پرستی نہ کرنے سے مطلق افضلیت ہو تو مسلمانونکا
ہر ایک بچہ حمزہ و جعفر و سلمان و مقداد و عمار رضی اللہ عنہم سے افضل ہوگا - از انجملہ خلافت اور حسن سیاست اور
اوسکی مہمات کو کافی طور سے سرانجام دینا ہی جو کہ فی الحقیقت تمام اسلامی نیک اعمال کا مجموعہ ہی اس مقام مین
خود فضیلت ابوبکر و عمر رض کی ظاہر و آشکار ہی اسواسطے کہ آنحضرت کے بعد پہلے فتنہ مرتدین واقع ہوا تھا اور
اس سخت و دشوار واقعہ مین حضرت ابوبکر رض سے زیادہ کوئی ثابت قدم اور مستقل نہ تھا اور آپ ہی کی حسن سیاست
اور تدبیر اور کفایت سے وہ فتنہ کلیۃً پاک و صاف اور نیست و نابود ہو گیا تھا پھر کسری اور قیصر سے منازعت
واقع ہوئی اور غلبہ و قوت اسلام کو روز بروز ترقی و زیادتی ہوئی حتی کہ خزانہ فارس اور عراق اور شام دار الاسلام ہو
اور فقرائے مسلمین تونگر ہوے اور جو اونمین ذلیل تھے وہ عزیز ہوے اور ہرگز اونکے درمیان مین اختلاف نہین
واقع ہوا اور سب کے سب قرآن شریف کی قرارت اور عبادتون اور ریاضتون مین مشغول ہوے اور حضرت عمر رض کے
عہد خلافت مین یہ کل باتین اپنے کمال کو پہونچین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا زمانہ خلافت اسکے بالکل برعکس تھا
چنانچہ آپکے زمانہ مین کوئی قریہ فتح نہین ہوا اور مسلمانونکو سوائے خانہ جنگی اور قتال و جدال کے کوئی کام نہ رہا
قرآن شریف کی قرارت اور عبادتین بھول گئے اور اکابر اسلام کی طعنہ زنی اور ایک دوسرے کی عیوب کی تلاش
اور بعض کو بعض کے برا کہنے کے سوائے اور کوئی شغل نہ رکھا پس آفتاب کیطرح روشن ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر رض کے لئے
جہاد مین بھی اور علم مین بھی اور قرارت مین بھی اور زہد مین بھی اور تقوی اور خشیت اور صدقہ اور خلافت کی
حسن سیاست اور خدا و رسول کی اطاعت اور دین کی محبت اور شریعت کے احکام رائج کرنے مین ایسا مرتبہ ہی کہ
دوسرے کے لیے ہرگز ہرگز نہین ہی اور انہین امور کو شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے موقع فضل اور بزرگی اور
خیریت کا فرمایا ہی اور پہلے بیان ہو چکا ہی کہ سیادت اور علو نسب اور رسول اللہ کی قرابت کی قربت اور
بلاغت عبارت اور فصاحت الفاظ اور قوت جلادت اور شمشیر بازی اور نیزہ بازی کو اس فضل سے

AsliAhleSunnet.com

کہ تنازع فیہ ہے کوئی … ین رحمت … ہم حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما
کے درمیان مین علما کو اختلاف … ین کون افضل ہے اور اسکا قطعی فیصلہ حاصل کرنا ہمارے امکان …
نہین ہے کیونکہ ان حضرات مین ہر ایک … فضائل باہم کہ تقدم و سبقت رکھتے ہین پس حضرت عثمان رضی اللہ[۱]
قرآن شریف کی خدمت اور اوسکی کثرت قراءت مین بالاجماع حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے افضل ہین اور حضرت
عثمان رض کے نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتاوی و اجتہاد اور روایت احادیث مین غلبہ ظاہر ہے۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ہاتھ سے نیزہ بازی اور شمشیر بازی سے جہاد مین مقامات عمدہ مین اور حضرت
عثمان رض نے … مال خرچ کرکے بہت بڑی اعانت کی ہے اور قرآن شریف مین جہاد ذاتی اور مالی
دونون کو ایک ہی پلہ مین کہا ہے یعنے دونون برابر ہین چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے لا یستوی القاعدون
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَفَضَّلَ
اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً حضرت عثمان رض مسلم کے قتل مین بہت بڑی
احتیاط فرماتے تھے اور پرہیز کرتے تھے اور آپ نے اپنے قتل اور مشقت حصار پر بہت بڑا صبر تھا اور حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کا بہت بڑا مرتبہ ہے کہ دشمن آپ کے مقابلہ مین زبان نہین کھولتے تھے اور آپ اونکو
حق مین کلمہ حق فرماتے تھے الحاصل فضائل ختنین باہم متعارض ہین اور فضل اختصاصی ہے جو کہ عبارت
ختنیت یعنی دامادی سے ہے دونون حضرات رضی اللہ عنہما شریک ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت کے بعد عاصی پر معاصی امیدوار رحمت باری احقر الکونین نادر حسین عزیز نگرامی عرض کرتا ہے
کہ مجموعہ رسائل خمسہ مین عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین صاحب الادب والتمیز حضرت مولانا شاہ عبد العزیز
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بجواب سوال بادشاہ بخارا ارقام فرماتے ہین کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی تفضیل حضرت
علی کرم اللہ وجہہ پر بہیچ وجوہ نہیں ہے بلکہ علمای محققین نے لکھا ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما مین سے کسی ایک کی

[۱] یعنی مسلمانون مین سے خدا کی راہ مین اپنے مالون اور جانون سے جہاد کرنیوالے اور غیر معذور بیٹھنے والے برابر نہیں ہین خدای تعالی نے مجاہدین کو اونکے مالون اور جانون سے فضل دیا ہے بیٹھنے والون پر ۱۲

AsliAhleSunnet.com

تفضیل حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بجہت کمال قرابت کے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت ... سببی و نسبی و سنانی اور نیز
علیہ السلام کے کثرت روایت حدیث اور ہاشمیت میں حضرت صدیق اکبر رضی پر قطعی ہے اور ایسا ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
تفضیل سبقت اسلام میں حضرت فاروق الاعظم رضی پر قطعی ہے بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر شیخین رضی اللہ عنہما کی
تفضیل سے اور کچھ مراد نہیں ہے مگر سیاست امامت اور حفظ دین اور سد باب فتنہ اور ترویج احکام شریعت اور اشاعت
اسلام اور اقامت حدود و تعزیرات میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ ہونا - اور یہی خلافت کبریٰ کے مقاصد ہیں
ہیں اور اسی لئے شیخین رضی اللہ عنہما کی تقدیم اس امر میں صحابہ رضی کے نزدیک متفق علیہ تھی بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اور دیگر کتب
حدیث معتبرہ میں مذکور ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے سالت اللہ ان یقدمک یا علی ثلثا فابی الا تقدیم
ابی بکر تفضیلیہ کی دو قسمیں ہیں اول وہ لوگ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شیخین رضی اللہ عنہما سے افضل
سمجھتے ہیں اور شیخین رضی اللہ عنہما کی محبت اور آپکی تعظیم اور آپکی مناقب اور مدائح اور آپکی روش و طریقہ کی پیروی اور
آپکے قول و فعل کے تمسک میں بھی سرگرم اور ثابت قدم ہیں اور باوجود حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر شیخین رضی اللہ عنہما کی
تفضیل کے جن وجوہات سے کہ بیان کی گئی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت اور آپ کے طریقہ کی پیروی
اور آپکے قول و فعل کے تمسک میں بھی سرگرم ہیں - یہ قسم تفضیلیہ کی اہل سنت و جماعت میں داخل ہے لیکن اس مسئلہ میں
خطا کی ہے اور جمہور اہل سنت و جماعت کے خلاف اور نیز خلاف اشعریہ یا ماتریدیہ کے خلاف کی قبیل سے سمجھنا چاہیے - اس
قسم کی تفضیلیہ کی امامت جائز ہے اور چند علمائے اہل سنت و جماعت اور صوفیہ کرام اسی طریقہ کے ہو گئے ہیں مثلاً عبد الرزاق
محدث و سلمان فارسی اور حسان بن ثابت اور بعض صحابہ دیگر رضی اللہ عنہم اجمعین دوم وہ لوگ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو
شیخین رضی اللہ عنہما سے افضل ہی نہیں سمجھتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ ہمکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور آپکی اولاد کی محبت
اور انکے طریقہ کی پیروی اور انکے قول و فعل کا تمسک کافی ہے اور شیخین و دیگر صحابہ رضی کو برا نہیں کہتے ہیں لیکن
ہمکو ان سے کچھ سروکار بھی نہیں ہے نہ ان سے محبت نہ عداوت نہ انکی اتباع اور نیز ترک اتباع اور نیز انکے اقوال و افعال کا
تمسک اور نہ کوئی غرض اس قسم کے تفضیلیہ اہل بدعت ہیں اور انکی امامت کا حکم ویسے ہی ہے جیسے اور اہل بدعت کا
اور معتبر اماماں سنت و جماعت میں اس قسم کا تفضیلیہ کوئی شخص ہرگز نہیں ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب

مطبع نامی ماہ ستمبر ۱۹۰۹ء میں طبع ہوا -
(کاپی رائٹ بحق مطبع نامی لکھنؤ محفوظ ہے)
AsliAhleSunnet.com